22881 ـ اپنی ساری ملکیت کا صدقہ کرنے کا حکم

سوال

آدمی کی ملکیت میں جو کچھ ہے اسے صدقہ کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اصحاب مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ: اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفایت سے زیادہ صدقہ کرنا مستحب ہے، اور اگر صدقہ کرنے سے اس کی عیالداری میں افراد کے خرچہ میں کمی پیدا ہو جائے تو وہ گنہگار ہو گا کیونکہ اس پر ان کا خرچہ کرنا واجب ہے، اور نفل کو فرض پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے.

اور اس کی عیالداری میں افراد پر خرچ کرنے سے جو زیادہ ہو تو جمہور علماء کرام کے ہاں اسے ضرورت کا مال رکھنا سارا مال صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر اور اولی ہے، لیکن اگر زیادہ آمدنی والا ہو، یا پھر اسے اپنے آپ بھروسہ ہو کہ وہ فقر اور سوال سے بچنے پر صبر اور توکل سے کام لے سکتا ہے، تو علماء کرام نے اس حالت میں سارا مال خرچ کرنے کو مستحب کہا ہے، شافعیہ کے ہاں یہی صحیح ہے اور مغنی میں موفق رحمہ اللہ کی کلام کا ظاہر بھی یہی ہے، اور مالکیہ اور احناف کی کلام سے یہ سمجھ آتی ہے کہ وہ اسے مستحب قرار نہیں دیتے، کیونکہ وہ سارا مکمل صدقہ کرنے کے جواز میں سابقہ شروط ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ: " کوئی حرج نہیں" اور ان کے ہاں معاملہ جواز پر ہے، اگرچہ بعض مالکیہ نے ان کے قول پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہا ہے کہ: اس میں کوئی حرج نہیں جو استحباب کا فائدہ دے جب وہ یہ کہے کہ: سارے مال کو صدقہ کرنا اس وقت مندوب ہے جب صدقہ کرنے والا سارے مال کا صدقہ کرنے کے بعد اچھے نفس کا مالك ہو، اور بغیر مال کے رہنے پر نادم نہ ہو، اور حال میں جو اس نے صدقہ کیا ہے اس کے بدلے اسے مستقبل میں اسی طرح کی امید ہو، اور مستقبل میں وہ اس کا محتاج نہ ہو، اور نہ ہی اس کے لیے محتاج ہو جس کا اس کے ذمہ نفقہ لازم ہے، یا اس پر خرچ کرنا مندوب ہے، وگرنہ اس کے لیے ایسا کرنا مندوب نہ ہو گا، بلکہ اگر جن کا خرچہ اس کے ذمہ ہے ان کی ضرورت ثابت ہو گئی تو پھر اس پر ایسا کرنا حرام ہے، یا جن کا خرچہ اس پر مندوب ہے ان کی ضرورت ثابت ہو گئی تو اس کے ایسا کرنا مکروہ ہے؛
کیونکہ افضل اور بہتر تو یہ ہے کہ وہ اپنی اور اپنے ذمہ خرچ والے افراد کی ضروریات سے زیادہ مال صدقہ کرے.

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (26 / 339).

ان اقوال کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ علماء کرام ایك تہائی کی تحدید نہیں کرتے، اور ان علماء کے مسلك کے

دلائل قرآن و سنت میں موجود ہیں جن میں سے چند ایك ذیل میں درج كیے جاتے ہیں:

1 ـ اللہ سبحانہ وتعالی كا فرمان ہے:

اور تو اپنا ہاتھ گردن كے ساتھ باندھ كر نہ ركھ اور نہ ہی اسے پورا كھول كہ پھر ملامت كیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے
الاسراء (29).

مفسرین اس آیت كی تفسیر میں كہتے ہیں:

اپنی اور اپنے گھروالوں كی ضروریات كے ہوتے ہوئے سارا مال نہ خرچ كرو، كہ تم خرچہ كرنے اور ضروریات پوری كرنے سے بیٹھے رہو، جیسا كہ درماندہ اونٹ ہوتا ہے جس كی ساری غذاجاتی رہے اور اسے كا كوئی خیال نہ كرے.

اور یہ بھی كہا گیا ہے كہ: تا كہ جو كچھ تمہارے ہاتھ میں تھا اس پر تم ملامت اور حسرت والے نہ بن كر رہ جاؤ.

لیكن یہاں خطاب نبی علیہ وسلم كے علاوہ دوسروں كو ہے، كیونكہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے ہاتھ میں جو كچھ ہے وہ اللہ كے راستے میں خرچ كر كے اس پر حسرت نہیں كرتے، بلكہ اللہ تعالی نے تو خرچ كرنے اور مال دینے میں زیادتی كرنے منع كرتے ہوئے كہا ہے كہ جس كے بارہ میں یہ خدشہ ہو كہ وہ سارا مال خرچ كر كے حسرت كرتا پھر گا وہ سارا مال خرچ نہ كرے.

دیكھیں: الموسوعۃ (4 / 184).

2 ـ كعب بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ بیان كرتے ہیں كہ میں نے رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض كیا: میری توبہ میں ہے كہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم كی راہ میں صدقہ كرتا ہو، تو رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنا كچھ مال ركھ لو یہ تمہارے لیے بہتر اور اچھا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2552) صحیح مسلم حدیث نمبر (4973)

نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان كے لیے ایك تہائی مال صدقہ كرنے كی تحدید نہیں فرمائی.

امام شوكانی رحمہ اللہ تعالی كہتے ہیں:

كعب رضی اللہ تعالی عنہ كی حدیث اس پر دلالت كرتی ہے كہ جو شخص اپنا سارا مال صدقہ كرنا چاہے وہ كچھ مال

اپنے پاس ركھ لے، اس سے يہ لازم نہيں آتا كہ اگر وہ اس پر اصرار كرے تو اسے نافذ نہيں كيا جائےگا.

اور ايك قول يہ ہے كہ: سارے مال كا صدقہ كرنا حالات مختلف ہونے كى بنا پر مختلف ہو گا، لہذا جو شخص اس كى قوت ركھتا ہو، اور اسے علم ہو كہ وہ اس پر صبر كر سكتا ہے اسے منع نہيں كيا جائےگا، اسے چاہيے كہ وہ ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ اور انصار صحابہ كرام كے ايثار پر عمل كرے، كہ وہ ضرورت ہونے كے باوجود دوسروں كو اپنے اوپر ترجيح ديتے تھے.

اور جو شخص ايسا نہ ہو تو اسے اس حديث پر عمل كرنا چاہيے:

" مالدارى اور غنى كے وقت صدقہ ہوتا ہے"

اور ايك حديث كے لفظ ہيں:

" افضل صدقہ وہ ہے جو ضروريات كے بعد ہو "

ديكھيں: نيل الاوطار (8 / 288).

3 ـ انس بن مالك رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ مدينہ ميں ابو طلحہ رضى اللہ تعالى عنہ انصار ميں كھجوروں كے اعتبار سے سب سے زيادہ مالدار تھے، اور انہيں سب سے زيادہ مال بيرحاء كا مال تھا جو كہ مسجد كى قبلہ والى جہت ميں واقع تھا، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اس باغ ميں جا كر ٹھنڈا اورميٹھا پانى نوش فرمايا كرتے تھے.

انس رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ جب يہ آيت نازل ہوئى:

تم اس وقت تك ہرگز نيكى حاصل نہيں كر سكتے جب تك كہ تم اپنى سب سے محبوب چيز اللہ كے راستے ميں خرچ نہيں كرتے .

تو ابو طلحہ رضى اللہ تعالى رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آئے اور كہنے لگے: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اللہ تعالى نے فرمايا ہے:

تم اس وقت تك ہر گز نيكى حاصل نہيں كرسكتے جب تك اللہ تعالى كے راستے ميں اپنى محبوب ترين چيز خرچ نہيں كرتے .

اور مجھے سب سے محبوب مال بير حاء ہے، يہ اللہ تعالى كے راستہ ميں صدقہ ہے، ميں اس كى نيكى اور زخيرہ اللہ تعالى كے پاس چاہتا ہوں، لہذا اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم آپ اسے وہاں صرف كريں جہاں آپ كو

اللہ تعالی کہتا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ٹھر جاؤ، یہ مال بہت نفع مند ہے، یہ مال بہت فائدہ مند ہے، جو کچھ تو نے کہا میں نے سن لیا ہے، میری رائے یہ ہے کہ اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صرف کردو، تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی کہنے لگے: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کرتا ہوں، تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی نے اسے اپنے اقرباء اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1368) صحیح مسلم حدیث نمبر (1664)

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اس میں زندہ شخص کے لیے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں ایک تہائی سے زیادہ مال صدقہ کرنے کا جواز پایا جاتا ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ سے تفصیل معلوم نہیں فرمائی کہ کتنا صدقہ کر رہے ہو.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کی بیماری میں یہ فرمایا تھا:

" ایک تہائی بہت ہے "

واللہ اعلم .